22881 ـ اپنی ساری ملکیت کا صدقہ کرنے کا حکم

سوال

آدمی کی ملکیت میں جو کچھ ہے اسے صدقہ کرنے کا حکم کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ:

اصحاب مذاہب اربعہ اس پر متفق ہیں کہ: اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفایت سے زیادہ صدقہ کرنا مستحب ہے، اور اگر صدقہ کرنے سے اس کی عیالداری میں افراد کے خرچہ میں کمی پیدا ہو جائے تو وہ گنہگار ہو گا کیونکہ اس پر ان کا خرچہ کرنا واجب ہے، اور نفل کو فرض پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے.

اور اس کی عیالداری میں افراد پر خرچ کرنے سے جو زیادہ ہو تو جمہور علماء کرام کے ہاں اسے ضرورت کا مال رکھنا سارا مال صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر اور اولی ہے، لیکن اگر زیادہ آمدنی والا ہو، یا پھر اسے اپنے آپ بھروسہ ہو کہ وہ فقر اور سوال سے بچنے پر صبر اور توکل سے کام لے سکتا ہے، تو علماء کرام نے اس حالت میں سارا مال خرچ کرنے کو مستحب کہا ہے، شافعیہ کے ہاں یہی صحیح ہے اور مغنی میں موفق رحمہ اللہ کی کلام کا ظاہر بھی یہی ہے، اور مالکیہ اور احناف کی کلام سے یہ سمجھ آتی ہے کہ وہ اسے مستحب قرار نہیں دیتے، کیونکہ وہ سارا مکمل صدقہ کرنے کے جواز میں سابقہ شروط ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ: " کوئی حرج نہیں" اور ان کے ہاں معاملہ جواز پر ہے، اگرچہ بعض مالکیہ نے ان کے قول پر تعلیق چڑھاتے ہوئے کہا ہے کہ: اس میں کوئی حرج نہیں جو استحباب کا فائدہ دے جب وہ یہ کہے کہ: سارے مال کو صدقہ کرنا اس وقت مندوب ہے جب صدقہ کرنے والا سارے مال کا صدقہ کرنے کے بعد اچھے نفس کا مالك ہو، اور بغیر مال کے رہنے پر نادم نہ ہو، اور حال میں جو اس نے صدقہ کیا ہے اس کے بدلے اسے مستقبل میں اسی طرح کی امید ہو، اور مستقبل میں وہ اس کا محتاج نہ ہو، اور نہ ہی اس کے لیے محتاج ہو جس کا اس کے ذمہ نفقہ لازم ہے، یا اس پر خرچ کرنا مندوب ہے، وگرنہ اس کے لیے ایسا کرنا مندوب نہ ہو گا، بلکہ اگر جن کا خرچہ اس کے ذمہ ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو پھر اس پر ایسا کرنا حرام ہے، یا جن کا خرچہ اس پر مندوب ہے ان کی ضرورت ثابت ہو گئی تو اس کے ایسا کرنا مکروہ ہے؛ کیونکہ افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ وہ اپنی اور اپنے ذمہ خرچ والے افراد کی ضروریات سے زیادہ مال صدقہ کرے.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (26 / 339).

ان اقوال كى روشنى ميں يہ واضح ہوتا ہے كہ علماء كرام ايك تہائى كى تحديد نہيں كرتے، اور ان علماء كے مسلك كے دلائل قرآن و سنت ميں موجود ہيں جن ميں سے چند ايك ذيل ميں درج كيے جاتے ہيں:

1 ـ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اور تو اپنا ہاتھ گردن كے ساتھ باندھ كر نہ ركھ اور نہ ہى اسے پورا كھول كہ پھر ملامت كيا ہوا درماندہ بيٹھ جائے
الاسراء (29).

مفسرين اس آيت كى تفسير ميں كہتے ہيں:

اپنى اور اپنے گھروالوں كى ضروريات كے ہوتے ہوئے سارا مال نہ خرچ كرو، كہ تم خرچہ كرنے اور ضروريات پورى كرنے سے بيٹھے رہو، جيسا كہ درماندہ اونٹ ہوتا ہے جس كى سارى غذاجاتى رہے اور اسے كا كوئى خيال نہ كرے.

اور يہ بھى كہا گيا ہے كہ: تا كہ جو كچھ تمہارے ہاتھ ميں تھا اس پر تم ملامت اور حسرت والے نہ بن كر رہ جاؤ.

ليكن يہاں خطاب نبى عليہ وسلم كے علاوہ دوسروں كو ہے، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے ہاتھ ميں جو كچھ ہے وہ اللہ كے راستے ميں خرچ كر كے اس پر حسرت نہيں كرتے، بلكہ اللہ تعالى نے تو خرچ كرنے اور مال دينے ميں زيادتى كرنے منع كرتے ہوئے كہا ہے كہ جس كے بارہ ميں يہ خدشہ ہو كہ وہ سارا مال خرچ كر كے حسرت كرتا پھر گا وہ سارا مال خرچ نہ كرے.

ديكھيں: الموسوعة (4 / 184).

2 ـ كعب بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ ميں نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے عرض كيا: ميرى توبہ ميں ہے كہ ميں اپنا سارا مال اللہ اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم كى راہ ميں صدقہ كرتا ہو، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اپنا كچھ مال ركھ لو يہ تمہارے ليے بہتر اور اچھا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (2552) صحیح مسلم حدیث نمبر (4973)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ایك تہائی مال صدقہ کرنے کی تحدید نہیں فرمائی.

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کعب رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اپنا سارا مال صدقہ کرنا چاہے وہ کچھ مال اپنے پاس رکھ لے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اسے نافذ نہیں کیا جائےگا.

اور ایك قول یہ ہے کہ: سارے مال کا صدقہ کرنا حالات مختلف ہونے کی بنا پر مختلف ہو گا، لہذا جو شخص اس کی قوت رکھتا ہو، اور اسے علم ہو کہ وہ اس پر صبر کر سکتا ہے اسے منع نہیں کیا جائےگا، اسے چاہیے کہ وہ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور انصار صحابہ کرام کے ایثار پر عمل کرے، کہ وہ ضرورت ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے.

اور جو شخص ایسا نہ ہو تو اسے اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے:

" مالداری اور غنی کے وقت صدقہ ہوتا ہے"

اور ایك حدیث کے لفظ ہیں:

" افضل صدقہ وہ ہے جو ضروریات کے بعد ہو "

دیکھیں: نیل الاوطار (8 / 288).

3 ـ انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ انصار میں کھجوروں کے اعتبار سے سب سے زیادہ مالدار تھے، اور انہیں سب سے زیادہ مال بیرحاء کا مال تھا جو کہ مسجد کی قبلہ والی جہت میں واقع تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں جا کر ٹھنڈا اورمیٹھا پانی نوش فرمایا کرتے تھے.

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

تم اس وقت تك ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تك کہ تم اپنی سب سے محبوب چیز اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے .

تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

تم اس وقت تك ہر گز نیکی حاصل نہیں کرسکتے جب تك اللہ تعالی کے راستے میں اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہیں کرتے .

اور مجھے سب سے محبوب مال بیر حاء ہے، یہ اللہ تعالی کے راستہ میں صدقہ ہے، میں اس کی نیکی اور زخیرہ اللہ تعالی کے پاس چاہتا ہوں، لہذا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے وہاں صرف کریں جہاں آپ کو اللہ تعالی کہتا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ٹھر جاؤ، یہ مال بہت نفع مند ہے، یہ مال بہت فائدہ مند ہے، جو کچھ تو نے کہا میں نے سن لیا ہے، میری رائے یہ ہے کہ اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں صرف کردو، تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی کہنے لگے: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا ہی کرتا ہوں، تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالی نے اسے اپنے اقرباء اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1368) صحیح مسلم حدیث نمبر (1664)

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اس میں زندہ شخص کے لیے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں ایك تہائی سے زیادہ مال صدقہ کرنے کا جواز پایا جاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ سے تفصیل معلوم نہیں فرمائی کہ کتنا صدقہ کر رہے ہو.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی بیماری میں یہ فرمایا تھا:

" ایك تہائی بہت ہے "

واللہ اعلم .